INDIAN STREAMS RESEARCH JOURNAL
ISSN NO : 2230-7850
IMPACT FACTOR : 5.1651 (UIF)
VOLUME - 14 | ISSUE - 3 | APRIL – 2024

جیلانی بانو کی ناول نگاری

محمد سہیل منظور احمد فقیر
طالب علم: شعبۂ اُردو
ایس۔ایس۔اے آرٹس اینڈ کامرس کالج, شولاپور

جیلانی بانو اُردو ادب کی ایک ممتاز اور باوقار ناول نگار ہیں۔ جنہوں نے اپنے تخلیقی شعور، گہرے مشاہدے اور معاشرتی حساسیت کے ذریعے ادب میں نمایاں مقام حاصل کیا ہے۔ان کی تحریروں میں زندگی کے تلخ و شیریں حقائق ،سماجی تضادات،اور انسانی نفسیات کی باریکیوں کا حسین امتزاج ملتا ہے۔ جیلانی بانو نے خصوصاً خواتین کے مسائل،متوسط طبقے کی زندگی اور تہذیبی زوال کو اپنے ناولوں میں نہایت موثر انداز میں پیش کرتی ہیں۔

جیلانی بانو کی پیدائش 14 جولائی 1936 کو اتر پردیش کے شہر بدایوں میں ہوئی۔ان کے آبا و اجداد ضلع 'بدایوں' اتر پردیش کے رہنے والے تھے۔ جیلانی بانو کی پرورش جس ماحول میں ہوئی وہ خالص ادبی ماحول تھا۔ان کے والد حیرتؔ بدایونی عالم دین اور فارسی و اُردو کے شاعر تھے اور نہایت ہی فعال شخصیت کے مالک تھے۔ بچوں کی تربیت سے انہیں خاص لگاؤ تھا۔ وہ ان کی ذہنی تربیت اور خواہشوں کا خاص خیال رکھتے تھے۔اپنے والد کے سلسلے میں جیلانی بانو خود لکھتی ہیں:

> ''ہمارے ابّا نے بچوں کی تربیت میں بڑی دلچسپی لی ہے۔ان کی یہی کوشش تھی کہ ان کے بچے صرف ڈگریاں لے کر پڑھے لکھے نہ کہلائیں بلکہ ان کے جمالیاتی ذوق کی تربیت بھی ہو۔ہم جو کرنا چاہیں اسے کرنے کے قابل بن سکیں۔اس لئے انہوں نے عام باپوں کی طرح کبھی نہ تو ڈانٹ ڈپٹ سے کام لیا نہ زبردستی اپنی بات منوانے کی کوشش کی۔اس برتاؤ کی وجہ سے ہم میں شروع سے ہی خود اعتمادی کی اور اپنی عزت آپ کرنے کا سلیقہ آ گیا۔''

والد خود شاعر تھے لہٰذا شاعری آپ کو ورثے میں ملی تھی۔لیکن وقت کے ساتھ دھیرے دھیرے افسانہ نگاری کی طرف مائل ہوئیں۔گھر میں ادبی ماحول ہونے کی وجہ سے بچپن سے ہی ان کے ذوق و شعور کی آبیاری ہوتی رہی ان کے والد کو ترقی پسند تحریک سے فکری و نظریاتی لگاؤ تھا جس کی وجہ سے ان کے یہاں مخدومؔ محی الدین، سجاد ظہیر، راج بہادر گوڑ، جگرؔ مرادآبادی، جوشؔ، کرشن چندر، مجروحؔ سلطان پوری وغیرہ اکثر آتے جاتے رہتے تھے۔گھر پر ہی ادبی محفلیں منعقد ہوتیں،مشاعرے ہوتے، سیاسی و سماجی تغیرات پر بحثیں ہوتیں۔ان سب چیزوں نے بچپن سے ہی ان کی ذہنی تربیت میں اہم رول ادا کیا۔

جیلانی بانو نے اپنے ادبی سفر کا آغاز آزادی کے بعد بطور افسانہ نگار کیا۔ان کے دو ناول اردو ادب میں اہم مقام رکھتے ہیں۔ان کا پہلا ناول ''ایوان غزل'' ہے جو 1976 کو شائع ہوا۔اس ناول کا نام پہلے ''عہد ستم'' تھا لیکن اس وقت ایمرجنسی کی وجہ سے کتابوں پر سنسر شپ عائد تھی اور یہ نام چونکہ قابل اعتراض تھا لہٰذا اس کا نام بدلنا پڑا۔آخرکار اس ناول کو ''ایوان غزل'' کے نام سے شائع ہوا۔ یہ ناول حیدرآباد کے جاگیردارانہ معاشرے کے زوال ،آزادی کے بعد کی سیاسی و سماجی تبدیلیوں اور عورت کی مظلومیت کی ایک گہری عکاسی کی ہے۔ جیلانی بانو نے اسے ''شدید کرب'' کی کیفیت سے لکھا، جہاں وہ بکھرتے حیدرآباد کے درد کو سمیٹنے کی کوشش کی ہے۔۔

اس ناول کے کردار احمد حسین اور واحد حسین جیسے زوال آمادہ جاگیردار خاندانوں کی کہانی ہے۔ یہ آزادی سے پہلے اور بعد کے حیدرآباد کی جاگیردارانہ تہذیب کی تباہی، نئی سیاسی قوتوں (جیسے کمیونسٹ تحریک) کی آمد اور معاشی زوال کو بیان کرتا ہے۔ مرکزی کردار غزل (بتول بیگم اور ہمائیوں شاہ کی بیٹی)، چاند (حیدر علی خان کی بیٹی) ہیں۔ غزل کا بچپن فرسودہ رجعت پسند ماحول میں گزرتا ہے جہاں بیٹی کی پیدائش کو ناگوار سمجھا جاتا تھا۔ وہ ماں کی بے چارگی، باپ کی بے حسی اور سوتیلی ماں کے ظلم کا شکار ہوتی ہے۔ محبت کی بھوکی ہونے کی وجہ سے وہ متعدد مردوں (بلگرامی، راجہ شیوراج، سرور، نصیر) سے دھوکہ کھاتی ہے۔ غلط رشتوں میں پھنس جاتی ہے اور آخرکار شاہین سے شادی کے باوجود حسرت اور تنہائی میں مر جاتی ہے۔

دوسری جانب چاند مغربی تہذیب سے متاثر،خوبصورت اور آزادانہ خیالات کی پروردہ لڑکی ہے جو راشد (ماموں) کے بزنس کے لئے استعمال ہوتی ہے۔سنجیوا(کمیونسٹ ورکر) سے محبت کرتی ہے مگر نا کام ہوتی ہے۔اور ٹی بی میں مبتلا ہو کر مر جاتی ہے۔ناول میں خاندانی کردار جیسے گو ہر پھو پھو، راشد، بشیر بیگم اور بتول بیگم کے ذریعے پرانی اور نئی تہذیب کا تصادم دکھایا گیا ہے۔

''ایوان غزل'' میں وہ تمام واقعات و حالات موجود ہیں جو اس عہد کی تہذیبی فضا، سیاسی و سماجی صورتحال اور جاگیردارانہ نظام کے ماحول و معاشرت آداب و اطوار اور طرز زندگی کی نمائندگی کرتے ہیں۔مظلوم و بے بس عوام پر ظلم و ستم ،اُن کا معاشی استحصال ،سماجی نابرابری اور عورتوں کا جنسی استحصال اس معاشرے کی خاص بات تھی۔جاگیردارانہ نظام میں عورتیں بے زبان مخلوق کی حیثیت رکھتی تھیں۔انہیں محض جنسی عیاشی کا ذریعہ سمجھا جاتا تھا:

> '' خوبصورت عورتاں تو اللہ میاں نے ہمارے بہلانے کو بنائے ہیں۔مگر حضرت اللہ میاں نے عورت کو زبان اور ذہن دے کر اس کا آدھا حسن کھودیا ہے۔''

جیلانی بانو کا اسلوب حقیقت پسندانہ،نفسیاتی اور حیدرآبادی بولی سے مزین ہے۔وہ ماضی کو حال سے جوڑ کر ''تاریخیت'' کا وژن پیش کرتی ہیں۔کرداروں کی گفتگو قدرتی اور علاقائی ہے۔ناول میں کرب اور درد کی شدت غالب ہے مگر یہ مایوسی میں نہیں بلکہ سماجی تبدیلی کی امید میں ختم ہوتا ہے۔عورت کے مسائل پر ان کا ہمدردانہ رویہ واضح ہے۔

ایوان غزل''اردو ناول نگاری میں جاگیردارانہ زوال اور عورت کی آواز کی ایک اہم دستاویز ہے۔یہ جیلانی بانو کی دوسری مشہور تصنیف ''بارش سنگ'' کے ساتھ مل کر ان کی ناول نگاری کو منفرد بناتا ہے۔تنقیدی مطالعوں میں اسے عورت کی داخلی کائنات اور معاشرتی کشمکش کی نمائندہ کہا گیا ہے۔یہ ناول نہ صرف حیدرآبادی تہذیب کی عکاسی کرتا ہے بلکہ عورت کے استحصال کے خلاف ایک خاموش احتجاج بھی ہے۔جیلانی بانو نے اس ناول کے ذریعے ثابت کیا کہ ادب معاشرتی تبدیلی کا آئینہ بھی ہو سکتا ہے اور عورت کی جدوجہد کی آواز بھی۔

جیلانی بانو کا دوسرا ناول''بارش سنگ'' ہے جو 1985 میں منظر عام پر آیا۔یہ ایک سماجی ناول ہے جسے تلنگانہ تحریک کے پس منظر میں لکھا گیا ہے۔اس ناول میں ریاست حیدرآباد کے دیہی علاقوں میں رہنے والے غریب کسانوں،مزدوروں اور عورتوں کی روزمرّہ کی زندگی اور ان کے حالات ومسائل کو پیش کیا گیا ہے۔اس ناول میں سماجی نابرابری، جاگیردارانہ نظام کا ظلم وستم اور طبقاتی کشمکش کو پوری شدت کے ساتھ پیش کیا گیا ہے۔جس سے کہ جاگیردارانہ نظام کے سماجی وسیاسی ڈھانچے کی حقیقی تصویر اجاگر ہوتی ہے۔

جاگیردارانہ نظام کی بنیاد قابل کاشت زمینوں کی غیر مساوی تقسیم پر تھی۔جس کی وجہ سے گاؤں کی بیشتر زمینیں ساہوکاروں، جاگیرداروں اور دیش مکھوں کی ملکیت تھیں اور گاؤں کے غریب کسان اور مزدور ان کھیتوں پر محنت ومزدوری کرتے،ان کی محنت ومشقت سے جاگیردار طبقہ عیش وفراغت کی زندگی گذارتا جب کہ غریب عوام اپنے خون و پسینہ کو ایک کرنے کے باوجود زندگی کی بنیادی ضرورتیں بھی پوری نہیں کر پاتے تھے۔جاگیردار طبقہ مختلف طریقے سے ان کا معاشی استحصال کرتا اور وہ معاشی ونفسیاتی طور پر اس قدر کمزور ہو چکے تھے کہ اپنے او پر ہونے والے ظلم وستم کو اپنا مقدر سمجھ کر تسلیم کر لیتے تھے۔

ریاست حیدرآباد کی دیہی زندگی کے آداب واطوار،طرز زندگی،رسم ورواج وتوہمات اپنی تمام جزئیات کے ساتھ''بارش سنگ'' میں موجود ہیں۔دیہی زندگی کے حالات ومسائل کی منظر کشی جیلانی بانو نے نہایت خوبی سے پیش کی ہے۔شادی کی ایک رسم کی طرف اشارہ کرتے ہوئے لکھتی ہیں:

> '' آج گاؤں کے سب گھروں میں' الا یچی' بانٹنا تھی۔الا یچی بانٹنے کی رسم اصل میں شادی کا دعوت نامہ تھی۔سرخ کاغذ میں الا یچی کے دانے شکر کے دانوں کے ساتھ لپیٹ کر ہر گھر کے بزرگ کے ہاتھ میں دیئے جاتے۔شادی کا یہ دعوت نامہ ایک اعزاز بھی تھا کہ لینے والا برادری کا ایک معزز رکن ہے ورنہ جن کے گھر کی کوئی لڑکی بھاگ جاتی، کوئی چوری کرتا، ساہوکار سے قرض لے کر بھاگ جاتا، کسی عورت کو بھگا لاتا تو اس کی یہاں الا یچی نہیں بھیجی جاتی

ہے۔''

جیلانی بانو کے ناولوں میں ریاست حیدرآباد سے نکلنے والے اخبارات، ادبی ماحول ومشاعرے کا ذکر بھی موجود ہے۔خصوصی طور پر اس عہد میں نکلنے والے اخبارات 'صحیفہ'، 'رہبر دکن' اور 'سیاست' ست قاری کی واقفیت ہوتی ہے۔مختلف واقعات و حالات کو پیش کرنے کے لئے اخباروں کا ذکر کیا گیا ہے۔

جیلانی بانو کے ناول نہ صرف ادبی لحاظ سے اہم ہیں بلکہ سماجی اور فکری اعتبار سے بھی بے حد موثر ہیں۔ جیلانی بانو کا وطن چونکہ حیدرآباد ہے اور بچپن سے ہی ان کے حساس ذہن وشعور نے ریاست حیدرآباد کے جاگیردارانہ ماحول و معاشرے کو دیکھا اور محسوس کیا ہے اور ان کے فکر وشعور کی تشکیل میں اہم رول ادا کیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی کہانیوں میں اسی ماحول و معاشرے کے موضوعات ومسائل ہیں جس کو انہوں نے حقیقت پسندی کے ساتھ پیش کیا ہے۔غرض یہ کہ جیلانی بانو کی ناول نگاری اُردو ادب کا ایک قیمتی سرمایہ ہے۔

☆☆☆

حوالہ جات

☆ جیلانی بانو کی ناول نگاری کا تنقیدی مطالعہ: مشرف علی

دستیاب آن لائن: Jilani-bano-ki-novel-nigari-ka-tanqidi-mutala/ebook/http://www.rekhta.org

☆ ایک جدید ناول نگار جیلانی بانو: جاوید عالم

دستیاب آن لائن: Ek-jadeed-novel-nigar-jilani-bano/http://www.rekhta.org

☆☆☆☆

Md Suhail Manzoor Ahmed Fakir
Student:Dept of Urdu
S.S.A Arts & commerce College
solapur,413001 TQ,Solapur,Dist
Mobile No: 8421251422
Email Id: fakirmohammedsuhail@gmail.com